روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
سوموار 3 مارچ 2014ء ...... 1435 ہجری 3 امان 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 50

تیر نہ لگیں

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں سے گزر رہا تھا اس کے پاس تیر تھے۔ رسول اللہؐ نے اسے دیکھا تو فرمایا۔

تیروں کو ان کے پھلوں سے پکڑو۔ (تا کہ کسی کو لگ نہ جائیں)

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب یا خذ بنصول النبل حدیث نمبر:432)

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ غریب صحابہؓ جو کسی وقت غلام ہوتے تھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوسفیان اُن کے سامنے سے گزرے تو اُنہوں نے اس کے سامنے اسلام کی جیت کا کچھ ذکر کیا۔ حضرت ابوبکرؓ سن رہے تھے اُنہیں یہ بات بُری معلوم ہوئی کہ قریش کے سردار کی ہتک کی گئی ہے اور اُنہوں نے اُن لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کیا تم قریش کے سردار اور اُن کے افسر کی ہتک کرتے ہو!! پھر حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر یہی بات شکایتاً بیان کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! شاید تم نے اللہ تعالیٰ کے ان خاص بندوں کو ناراض کر دیا ہے اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو کہ تمہارا رب بھی تم سے ناراض ہو جائے گا۔ حضرت ابوبکرؓ اُسی وقت اُٹھے اور اُٹھ کر اُن لوگوں کے پاس واپس آئے اور کہا اے میرے بھائیو! کیا میری بات سے تم ناراض ہو گئے ہو؟ اِس پر اُن غلاموں نے جواب دیا اے ہمارے بھائی! ہم ناراض نہیں ہوئے خدا آپ کا قصور معاف کرے۔

(مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل سلمان و بلال (الخ)

مگر جہاں آپ غرباء کی عزت اور ان کے احترام کو قائم کرتے اور اُن کی ضرورتیں پوری فرماتے تھے وہاں آپ اُن کو عزتِ نفس کا بھی سبق دیتے تھے اور سوال کرنے سے منع فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ ہمیشہ فرماتے تھے کہ مسکین وہ نہیں جس کو ایک کھجور یا دو کھجوریں یا ایک لقمہ یا دو لقمے تسلی دے دیں۔ مسکین وہ ہے کہ خواہ کتنی ہی تکلیفوں سے گزرے سوال نہ کرے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ عزو جل لا یسئلون الناس الحافا)

آپ اپنی جماعت کو یہ بھی نصیحت کرتے رہتے تھے کہ ہر وہ دعوت جس میں غرباء نہ بلائے جائیں وہ بدترین دعوت ہے۔

(بخاری کتاب النکاح باب من ترک الدعوۃ (الخ)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ ایک غریب عورت میرے پاس آئی اور اس کے ساتھ اُس کی دو بیٹیاں بھی تھیں اُس وقت ہمارے گھر میں سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ تھا میں نے وہی کھجور اُس کو دے دی۔ اُس نے وہ کھجور آدھی آدھی کر کے دونوں لڑکیوں کو کھلا دی اور پھر اُٹھ کر چلی گئی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو میں نے آپ کو یہ واقعہ سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس غریب کے گھر میں بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ خدا تعالیٰ اُسے قیامت کے دن عذاب دوزخ سے بچائے گا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اُس عورت کو اس فعل کی وجہ سے جنت کا مستحق بنائے گا۔

(مسلم کتاب البر و الصلۃ باب فضل الاحسان الی البنات)

اسی طرح ایک دفعہ آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کے ایک صحابی سعدؓ جو مالدار تھے وہ بعض دوسرے لوگوں پر اپنی فضلیت ظاہر کر رہے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہاری یہ قوت اور طاقت اور تمہارا یہ مال تمہیں اپنے زورِ بازو سے ملے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں تمہاری قومی طاقت اور تمہارے مال سب غرباء ہی کے ذریعہ سے آتے ہیں۔

(بخاری کتاب الجہاد باب من استعان بالضعفاء (الخ)

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 251)

ہماری نسلوں کو قرآن کریم نے سنبھالنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

...... ہماری نسلوں کو اگر سنبھالنا ہے تو قرآن کریم نے سنبھالنا ہے۔

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ 592)

''میں چاہتا ہوں کہ اس صدی سے پہلے پہلے ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔ کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔ اس کو کہیں تم ناشتہ چھوڑ دیا کرو مگر سکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے اور تلاوت کے وقت کچھ ترجمہ ضرور پڑھو، خالی تلاوت نہیں کرو...... کیونکہ وہ گھر جس کے بسنے والے خدا کے گھر نہیں بساتے، قرآن کریم سے اور آنحضرت ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ایسے گھروں کو ویران کر دیتا ہے۔

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ 600)

مرسلہ: نظارت تعلیم القرآن و وقف عارضی)

ضرورت اساتذہ

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مجلس نصرت جہاں کو اپنے سکولوں کیلئے مندرجہ ذیل مضامین کیلئے اساتذہ کی ضرورت ہے۔ ایم اے **انگریزی**، ایم اے **فزیکل ایجوکیشن**، ایم ایس سی، **فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، ریاضی**

خدمت کا شوق رکھنے والے احباب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں کے نام مندرجہ ذیل ایڈریس پر درخواست بھجوائیں۔

سیکرٹری مجلس نصرت جہاں تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ۔ فون نمبر: 047-6212967

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ نکاح

خطبہ 28 جنوری 2012ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 28 جنوری 2012ء کو بیت فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں تین نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح ہبۃ الوحید صاحبہ کا ہے جو محمد اسلم صاحب جرمنی کی بیٹی ہیں۔ یہ واقفہ نو ہیں اور جس سے نکاح ہو رہا ہے وہ لڑکا خود تو شاید واقف نو نہیں لیکن واقف زندگی کا بیٹا ہے۔ دوسرا نکاح جو ہے وہ ہمارے ایک واقف زندگی مربی سلسلہ کا ہے اور تیسرا نکاح عائشہ جمیل صاحبہ کا ہے جو جمیل احمد صاحب ربوہ کی بیٹی ہیں۔ یہ بھی واقفہ نو ہیں اور ان کا نکاح بھی واقف زندگی اور واقف نو بچے کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تینوں نکاح ایسے ہیں جن میں دونوں فریق یا ایک بچہ یا بچی واقف زندگی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اپنے مستقبل کی فکر کرے۔ ایک عام انسان بھی روزانہ اٹھتا ہے، کام پہ جاتا ہے تو اس لئے کہ اسے یہ فکر ہوتی ہے کہ میں اگر آج کام پہ نہ گیا تو میرا کام بھی ضائع ہوسکتا ہے، مستقبل میں میرا کاروبار برباد ہو سکتا ہے۔ ملازمت پیشہ ہے، ملازمت پہ نہ گیا تو وہاں سے فراغت ہوسکتی ہے جس کی وجہ سے میرا دنیاوی مستقبل جو ہے وہ تاریک ہوسکتا ہے۔ ہر انسان جو ہے، کسی کو بھی لے لیں وہ بہرحال اپنے اپنے دائرہ میں اپنے مستقبل کی ایک سوچ رکھتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا یہ انسانی فطرت ہے۔ ہمارے بڑے ہیں جن کی شادیاں عرصہ ہوا ہوگئیں۔ جن کے بچے جوان ہوگئے وہ بھی اپنے خاندانوں کو سنبھالنے کیلئے، اپنے بچوں کو سنبھالنے کے لئے مستقبل کی فکر میں ہی رہتے تھے۔ پھر جب بچے جوان ہوگئے تو ان کے مستقبل کی فکر یا بچے جب بڑے ہونے شروع ہوئے تو ان کے مستقبل کی فکر کہ پڑھ لکھ جائیں۔ جب پڑھ لکھ گئے تو پھر ان کی فکر کہ ان کو اچھے کام مل جائیں۔ جب کام مل گئے تو پھر فکر کہ ان کو اچھے رشتے مل جائیں تا کہ ہماری نسل آگے چلتی چلی جائے۔ انسانی سوچ کا ایک سلسلہ ہے جو ہمیشہ مستقبل پہ نظر رکھتا ہے لیکن یہ جو مستقبل کی نظر ہے یہ عارضی نظر ہے۔ یہ وہ مستقبل ہے جو انسانی زندگی (خواہ وہ) پچاس، ساٹھ، ستر، سو سال جتنی بھی ہے اس کے بعد یہ ختم ہو جانا ہے۔ لیکن ایک مومن، ایک ایسا انسان جس کو خدا تعالیٰ پر کامل یقین ہے وہ اس مستقبل کی بھی سوچتا ہے جو اخروی زندگی ہے جو اس دنیا کی زندگی گزارنے کے بعد آئندہ آنے والا مستقبل ہے اور اس کے لئے پھر مومن کوشش بھی کرتا ہے۔ اس کی فکریں صرف اس دنیا کی جنت کے حصول کے لئے نہیں ہوتیں۔ اس دنیا کی آسائشوں کے لئے نہیں ہوتیں یا اس دنیا کے جہنم سے بچنے کے لئے وہ کوشش نہیں کرتا بلکہ اس کی فکر آئندہ آنے والی زندگی کی جو حقیقی جنت ہے اس کے حصول کے لئے ہوتی ہے۔ اس جہنم سے بچنے کے لئے ہوتی ہے جس کا ایندھن پتھر اور انسان بن سکتے ہیں۔ پس ہر وقت استغفار کرتے ہوئے جب انسان ایسے مستقبل کیلئے فکر کر رہا ہو اور اس کی تیاری کر رہا ہو تو وہی حقیقی مومن ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کے موقعہ پر بھی جب انسان ایک مستقبل بنانے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے تقویٰ کا بہت زیادہ استعمال کروایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے خطبہ نکاح کے لئے جو آیات انتخاب کی ہیں ان میں تقویٰ کا ذکر ہے تا کہ تم اس مستقبل کی فکر کرو جو ہمیشہ کے لئے تمہیں جنتوں کا وارث بنانے والا ہے۔ لڑکا لڑکی نکاح کرتے ہیں۔ خواہشات ہوتی ہیں۔ لڑکی کی اپنی خواہشات ہوتی ہیں۔ وہ اس گھر سے اس مستقبل کو لے کر نکل رہی ہوتی ہے کہ میں اپنے نئے گھر میں جاؤں گی تو گھر بساؤں گی۔ اولاد ہوگی۔ خاوند کے ساتھ ایک نئی زندگی کا آغاز ہوگا۔ ایک مستقبل ہوگا۔ لڑکا ہے تو وہ ایک مستقبل کے لئے خواہش رکھتے ہوئے نکاح کرتا ہے۔ آئندہ نسل کے لئے نکاح کر رہا ہوتا ہے۔ گویا یہ ایک سلسلہ ہے۔ لیکن دونوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ اصل تقویٰ ہے، اس مستقبل کی تلاش کرو اور اس کے لئے اس جہان میں بھی کوشش کرو اور جب تم شادی کر رہے ہو، نکاح کر رہے ہو تو اس سوچ کے ساتھ کرو کہ ہم نے حقوق العباد کی ادائیگی کرنی ہے جو اُسی طرح اہم ہیں جس طرح حقوق اللہ۔ اور جب ہماری یہ ادائیگی ہوگی تو ہم حقیقت میں صحیح مستقبل کو پانے والے ہوں گے، کل کو دیکھنے والے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کل پہ نظر رکھو! کل کیا چیز ہے؟ کل وہی ہے جو ہمارا مستقبل ہے، جو اس زندگی کے بعد آئندہ آنے والی زندگی ہے۔ جو آج نیکی کرنے کے بعد آئندہ کل نیکی کرنے کی توفیق اور اس کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کل کی نظر صرف یہی نہیں کہ تم آئندہ زندگی کو دیکھو بلکہ کل کی نظر یہ ہے کہ آج جو کچھ کیا اس سے قدم آگے بڑھے۔ رات کو جائزہ لو اور دیکھو کہ ہم نے کل اپنا مستقبل کیسے اس سے بہتر کر کے سنوارنا ہے۔ پس یہ ایک تسلسل ہے جس کو ہمیشہ انسان کو خاص طور پر اپنے مدنظر رکھنا چاہئے اور وہ لوگ جو دین کی خاطر وقف کر رہے ہوں یا جن کے ماں باپ نے ان کو اس عہد کے ساتھ وقف کیا ہے کہ جو کچھ بھی میرے (ہاں) پیدائش ہونے والی ہے اس کو میں دین کی خاطر وقف کرتی ہوں اور اللہ کرے کہ یہ دین کی سچی خادمہ بنیں۔ لڑکی بھی اور لڑکا بھی وقف کیا ہے۔ اس میں بچیاں بھی شامل ہیں۔ تو ایسے بچے جب جوان ہو رہے ہیں، ان کی شادیاں ہو رہی ہیں تو ان کو صرف اور صرف اپنے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رضا رکھنی چاہئے کہ یہی اس بہتر مستقبل کے حصول کا ذریعہ بنے گا جو انسان کی ایک انتہا ہے۔ پس جو واقف زندگی ہمارے مربی بن رہے ہیں، واقفات نو ہیں ان سب کو ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا دنیا کی چیزوں پر بہرحال مقدم رکھنی ہے اور دین کی خاطر ہر ایک قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔ یہ عہد جو ہم باندھتے ہیں اس عہد کو ہر صورت میں پورا کرنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب ان چند الفاظ کے ساتھ میں نکاحوں کا اعلان کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا: پہلا نکاح عزیزہ ہبۃ الوحید واقفہ نو کا ہے جو مکرم محمد اسلم صاحب آف جرمنی کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم طارق ظہیر صاحب ابن مکرم خورشید انور صاحب وکیل المال قادیان کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے ہوا ہے۔

دوسرا نکاح عزیزہ صائمہ احمد بنت مکرم اعجاز احمد صاحب لندن کا عزیزم انتصار احمد کے ساتھ طے پایا ہے، جو مربی سلسلہ ہیں اور پاکستان میں ہی رہتے ہیں اور ان کا حق مہر ڈیڑھ لاکھ روپے ہے۔ دلہے کے وکیل مکرم شہزاد احمد صاحب ہیں۔

اور تیسرا نکاح عزیزہ عائشہ جمیل واقفہ نو بنت مکرم جمیل احمد صاحب آف ربوہ کا ہے۔ مکرم جمیل احمد صاحب کے وکیل مکرم ناصر احمد صاحب ہیں۔ یہ نکاح پانچ ہزار یورو حق مہر پر عزیزم حسیب احمد کے ساتھ طے پایا ہے، جو بیلجیئم کے رہنے والے ہیں اور جامعہ احمدیہ یوکے کے طالبعلم ہیں۔ انشاء اللہ مربی بن کے نکلیں گے۔

تینوں نکاحوں کے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور نے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆......☆......☆

مبارک صد مبارک

سفر اس الوہی پہ جانا مبارک　　بخیر و ظفر لوٹ آنا مبارک
قدم بوسی کی جن ممالک نے اب کے　　مبارک قدم واں جمانا مبارک
ہوں جاپانی یا نیوزی لینڈرز سبھی کو　　پیامِ محمدؐ سنانا مبارک
جو آئے بصد شوق بہرِ زیارت　　انہیں اپنے درشن کرانا مبارک
ترستے تھے میخوار اک گھونٹ تک کو　　انہیں جام بھر بھر پلانا مبارک
صحافی یا عالم یا ہو واقفِ نَو　　دمِ گفتگو مسکرانا مبارک
جو دیدار کرتے تھے سکرین پر ہی　　انہیں جا کے چہرہ دکھانا مبارک
ہوا و ہوس کا چھڑانا مبارک　　سبق راستی کا پڑھانا مبارک
شریعت سکھانا طریقت بتانا　　حقیقت سے پردہ اٹھانا مبارک
جماعت کو تقویٰ کی راہوں پہ لے کر　　قدم آگے آگے بڑھانا مبارک
بتدریج الفت، زمانے سے آقا　　رسوماتِ بد کا مٹانا مبارک
رہِ امنِ عالم ہیں بھولے جو لیڈر　　انہیں سیدھا رستہ دکھانا مبارک
ہاں یاد آگئی اک پرانی کہانی　　وہ گھانا میں گندم اگانا مبارک

محمد اسلم صابر

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ....مطبع: ضیاء الاسلام پریس ....مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ ....قیمت 5 روپے

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

چوہدری ظفراللہ خان صاحب پر چند الزامات کے جوابات

گزشتہ ایک دو ماہ میں پاکستان کے بہت سے اخبارات میں یکے بعد دیگرے ایسے مضامین شائع ہوئے جن میں حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی مختلف خدمات کے بارے میں مختلف تبصرے کیے گئے تھے۔ یقیناً ہر کالم نگار یا مضمون نگار کا یہ حق ہے کہ وہ کسی شخصیت کے بارے میں اپنی سوچ کے مطابق تبصرہ کرے۔لیکن اس کے ساتھ ہی مصنف کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی رائے کے حق میں مناسب دلائل پیش کرے اور جو نتائج اخذ کر کے پیش کیے جائیں ان کی کوئی ٹھوس بنیاد ہونی چاہیے۔اور جب اس قسم کے مضمون یا کالم شائع ہو جائیں تو پھر پڑھنے والوں کا بھی یہ حق ہے کہ وہ اس رائے پر اپنا تبصرہ کریں۔کسی قسم کی رائے یا تبصرہ کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ مذکورہ مضامین میں حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے متعلق جو کچھ لکھا گیا وہ پیش کر دیا جائے۔اس کے بعد ان کے بارے میں کچھ تاریخی حقائق پیش کیے جائیں گے۔

12/اگست اور 7 دسمبر 2013ء کے نوائے وقت میں مکرم ایم۔اے۔واحد خان صاحب کے کالم شائع ہوئے جن میں انہوں نے یہ الزام لگایا کہ جب تقسیم برصغیر کے وقت پنجاب کے باؤنڈری کمیشن نے کام شروع کیا کہ صوبہ پنجاب کو پاکستان اور ہندوستان کے درمیان تقسیم کیا جائے تو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے کہا کہ چونکہ احمدی پاکستان کے حق میں نہیں ہیں اس لیے مذہبی بنیادوں پر قادیان، تحصیل بٹالہ اور ضلع گورداسپور ہندوستان کو دے دیں۔اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا کہ چونکہ یہ تقسیم مذہبی بنیادوں پر ہو رہی ہے اس لیے ضلع گورداسپور ہندوستان کو دے دیا جائے۔

یہ کالم شائع ہونے کے ساتھ ہی روزنامہ نوائے وقت کی 12دسمبر 2013ء کی اشاعت میں مکرم نواز خان میرانی کا کالم ’’سرحدی لکیر اور لکیر کے فقیر‘‘ کے نام سے شائع ہوا۔اس میں انہوں نے یہ لکھا کہ آزادی کے وقت قائدِ اعظم بہت مجبور تھے۔اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ میں چند کھوٹے سکوں سے کام لے رہا ہوں۔اور انہی مجبوریوں کی وجہ سے

’’......ظفراللہ خان جیسے احکام الٰہی کے دشمن کو بادل نخواستہ اور با امر مجبوری وزیرِ خارجہ بنانا پڑا‘‘ پاکستان کی پہلی کابینہ‘‘ اور پاکستان کیوں ٹوٹا کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز وائسرائے کے دباؤ اور تقسیمِ ہند میں تاخیری حربوں کی بناء پر یہ فیصلے قبول کرنے پڑے۔‘‘

اس کے بعد اس کالم میں انہوں نے حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب پر الزامات لگانے کا سلسلہ جاری رکھا۔

پھر 28 دسمبر 2013ء کو اخبار THE NEWS میں انصار عباسی صاحب نے تحریر فرمایا کہ قائدِ اعظم نے پاکستان کو اسلامی مملکت میں ڈھالنے کا کام علامہ محمد اسد صاحب کے سپرد کیا تھا لیکن جب قائدِ اعظم کا انتقال ہو گیا تو قادیانی وزیر خارجہ ظفراللہ خان نے ان کا تبادلہ وزارتِ خارجہ میں کرا دیا۔جس کی وجہ سے یہ کام نہ ہو سکا۔

اگر ان تحریروں کا خلاصہ نکالا جائے تو وہ یہ نکلتا ہے کہ اگر گورداسپور پاکستان میں شامل نہیں ہوا تو وجہ یہ تھی کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ماؤنٹ بیٹن کو کہا تھا کہ یہ ضلع ہندوستان کو دے دیں۔اور اگر پاکستان قائدِ اعظم کی خواہش کے مطابق نہیں بن سکا تو اس کی وجہ بھی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب تھے۔اور چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے وزیر خارجہ بننے کی وجہ یہ تھی کہ انگریز وائسرائے اس کے لیے دباؤ ڈال رہا تھا۔یہ الزامات بہت سنگین ہیں ہم ان کا مختصر تجزیہ پیش کریں گے۔اور اس کے ساتھ ان تحریروں میں بیان کیے گئے تاریخی حقائق کا جائزہ لیں گے۔

سب سے پہلے ہم نواز خان میرانی صاحب کے دعوے کا جائزہ لیتے ہیں جو کہ نوائے وقت 12دسمبر 2013ء میں شائع ہوا ہے۔اس الزام کا پہلے جائزہ لینا ضروری ہے۔اس لیے کہ ان جیسے مضمون نگار چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر الزامات تو لگا دیتے ہیں لیکن ان کو یہ دھڑکا لگا ہوتا ہے کہ قائدِ اعظم نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا تھا۔اس کا حل میرانی صاحب نے یہ نکالا ہے کہ یہ دعویٰ پیش کیا جائے کہ اصل میں تو قائدِ اعظم نے مجبوراً اور بڑی طاقتوں کے دباؤ کی وجہ سے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو ملک کا وزیرِ خارجہ مقرر کیا تھا۔اس ضمن میں مندرجہ ذیل نکات پیش کرنا ضروری ہیں

1۔ یہ الزام چوہدری ظفراللہ خان صاحب پر نہیں بلکہ قائدِ اعظم محمد علی جناح پر لگایا جا رہا ہے۔ میرانی صاحب اس اصول پسند شخصیت کے متعلق یہ الزام لگا رہے ہیں جس کی اصول پسندی پر غیر بھی انگلی نہیں اُٹھا سکتے۔میرانی صاحب یہ خوفناک الزام لگا رہے ہیں کہ قوم کے اس محسن نے پاکستان کے مفادات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی اور ایسے شخص کو صرف غیر ملکی دباؤ کی وجہ سے ملک کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کر دیا جس کے متعلق کم از کم میرانی صاحب کو یقین ہے کہ وہ پاکستان کے تصور کے ہی خلاف تھا۔اور اس الزام کے حق میں میرانی صاحب نے کیا دلیل پیش کی ہے؟ ہمیں افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ انہوں نے اس عجیب الخلقت الزام کے حق میں کوئی دلیل نہیں پیش کی۔صرف اپنے دعوے کو پیش کرنا ہی کافی سمجھا ہے۔اور بغیر کسی دلیل کے یہ دعویٰ زیرِ غور بھی نہیں لایا جا سکتا۔

2۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرانی صاحب بنیادی تاریخی حقائق سے بھی واقف نہیں ہیں۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ قائدِ اعظم کو یہ دباؤ اس لیے قبول کرنا پڑا کیونکہ وائسرائے تقسیم ہند میں تاخیر کر کے یہ دباؤ ڈال رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب کو آزادی کے فوراً بعد وزیر خارجہ مقرر نہیں کیا گیا تھا بلکہ 25دسمبر 1947ء کو قائداعظم نے آپ سے حلف لیا تھا۔اور اس وقت تقسیمِ ہند اور آزادی کو کئی ماہ گزر چکے تھے۔اس وقت تقسیم ہند میں کسی تاخیر کا سوال پیدا ہی نہیں ہوسکتا تھا۔یہ عمل تو کئی ماہ پہلے مکمل ہو چکا تھا۔یہ ایک حقیقت ہی میرانی صاحب کے دعوے کو غلط ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

3۔ ہم اس سوال کا جائزہ ضرور لیں گے کہ آخر قائدِ اعظم نے حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کو ہی پاکستان کا وزیر خارجہ کیوں مقرر کیا تھا؟ آخر قائداعظم سے بہتر کون بتا سکتا تھا کہ یہ فیصلہ کیوں کیا گیا تھا؟ شاید میرانی صاحب کو یہ علم نہیں یا وہ اس طرف توجہ نہیں کرنا چاہتے کہ قائدِ اعظم کے بہت سے خطوط اور کاغذات اب کئی جلدوں میں JINNAH PAPERS کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔اور بہتر ہوگا کہ میرانی صاحب اور دوسرے کالم نگار حضرات اس قسم کے دعوے پیش کرنے سے قبل ان کے مطالعہ کی طرف توجہ کر لیا کریں۔ہم قائدِ اعظم کے ایک خط کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔یہ خط 22/اکتوبر 1947ء کو لکھا گیا تھا۔اس خط کا پس منظر یہ تھا کہ ابھی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ نہیں بنے تھے لیکن قائد اعظم کے ارشاد پر اقوامِ متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کر رہے تھے۔اقوامِ متحدہ میں پاکستان کے مندوب حسن اصفہانی صاحب نے قائدِ اعظم کو لکھا تھا کہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب کو بعض دوسرے اہم کاموں کے لیے واپس بلایا جا رہا ہے جبکہ یہاں ان کی شدید ضرورت ہے۔اس پر قائدِ اعظم نے لکھا۔

As regards Zafrullah, we do not mean that he should leave his work as long as it is necessary for him to stay there, and I think he has already been informed to that effect, but naturally we are very short here of capable men, and especially of his caliber, and every now and then our eyes naturally turn to him for various problems that we have to solve.

(Jinnah Papers, Vol VI. Editor in Chief Z.H.Zaidi, Quaid-e-Azam Papers Project p.165)

ترجمہ : جہاں تک ظفر اللہ کا تعلق ہے ہمارا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ جبکہ ان کی وہاں ضرورت ہے اپنا کام چھوڑ کر آ جائیں۔اور میرا خیال ہے کہ اس بارے میں انہیں اطلاع بھی دی جا چکی ہے۔مگر قدرتی بات ہے کہ ہمارے پاس یہاں قابل آدمیوں کی، خاص طور پر ان کے درجہ کے قابل آدمیوں کی بہت کمی ہے۔اور جب بھی ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے قدرتی طور پر ان کو حل کرنے کے لیے ہماری آنکھیں ان کی طرف اُٹھتی ہیں۔

گذارش ہے کہ قائدِ اعظم کی اس تحریر کو غور سے پڑھیں بلکہ بار بار پڑھیں۔پھر میرانی صاحب کے خالی دعوے پر ایک نظر ڈالیں۔کوئی بھی ذی ہوش ان کے دعوے کو قبول نہیں کر سکتا۔قائدِ اعظم اگر مختلف کاموں کے لیے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا انتخاب کر رہے تھے تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ پاکستان کی خدمت کے لیے ان کی قابلیت کے آدمی میسر نہیں تھے۔اور جب بھی ان ابتدائی دنوں میں پاکستان کو مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا تو قدرتی طور پر اس کے حل کیلئے چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی طرف نظریں اُٹھتی تھیں۔

قائد اعظم صرف قوم کے محبوب لیڈر ہی نہیں تھے بلکہ ایک جہاندیدہ اور مدبر سیاستدان بھی تھے۔ایسی شخصیات محض سرسری رپورٹوں کی بناء پر اہم فیصلے نہیں کرتیں بلکہ ان سے پہلے اچھی طرح جانچ کر اور پرکھ کر کسی فیصلہ پر پہنچتی ہیں۔ جب اقوام متحدہ میں فلسطین کے مسئلہ پر پاکستان کی نمائندگی کرنے کے بعد چوہدری ظفراللہ خان صاحب پاکستان واپس آئے تو قائدِ اعظم نے

اپنی بے شمار مصروفیات کے باوجود ان کے ساتھ طویل میٹنگز کیں۔ اور ان کے بعد چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے وزیر خارجہ بننے سے دو ہفتہ قبل اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب اصفہانی صاحب کو خط میں لکھا

Zafrullah is back and I had long talks with him. Yes, he has done well

(Jinnah Papers, Vol VI. Editor in Chief Z.H.Zaidi, Quaid-e-Azam Papers Project p.403)

ظفر اللہ واپس آگئے ہیں۔ میں نے ان سے کئی مرتبہ طویل گفتگو کی ہے۔ ہاں! انہوں نے اچھا کام کیا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق میرانی صاحب کے الزامات کی مکمل طور پر تردید کر رہے ہیں۔ اس وقت صرف پاکستان کی حکومت کی نظریں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی طرف نہیں اُٹھ رہی تھیں۔ اس وقت اقوام متحدہ میں موجود عرب ممالک کے نمائندے بھی پاکستان کے وزیر خارجہ پر اعتماد کر رہے تھے اس کے علاوہ ایک حوالہ حیدرآباد ریاست کی ایک رپورٹ کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ برصغیر کی آزادی کے وقت حیدرآباد ریاست کے فرمانروا یعنی نظام مسلمان تھے۔ اور ہندوستان کی حکومت کی طرف سے یہ دباؤ بڑھ رہا تھا کہ یہ ریاست ہندوستان کے ساتھ اپنے الحاق کا اعلان کر دے۔ لیکن اس وقت تک حیدرآباد کی ریاست نے اپنی آزاد حیثیت برقرار رکھی ہوئی تھی۔ اس دور میں ریاست حیدرآباد کی حکومت کی طرف سے لکھا جانے والے خط کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

H.E.H. Is very much disappointed and angry with Jinnah that in spite of his asking for the services of Zafrullah Khan, Jinnah preferred to send him to the U.N.O.

(Jinnah Papers, IX. Editor in Chief Z.H.Zaidi, Quaid-e-Azam Papers Project p.54)

ترجمہ: ہز ایکسلنسی (یعنی نظام حیدرآباد) اس بات پر بہت مایوس ہوئے ہیں اور ناراض ہیں کہ باوجود اس کے کہ ظفر اللہ خان کی خدمات کے حصول کے لیے درخواست کی گئی تھی، جناح (قائداعظم) نے ان کو اقوام متحدہ بھجوانے کو ترجیح دی ہے۔

ان سب حوالوں کا مطلب واضح ہے کہ اس پُر آشوب دور میں اگر پاکستان کی حکومت کو کوئی کام پڑتا تھا تو ان کی نظریں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی طرف اُٹھتی تھیں۔ اگر حیدرآباد کی ریاست کی بقا کو خطرہ ہوتا تھا تو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی خدمات کے حصول کیلئے درخواست دیتی تھی۔ اگر عرب ممالک کو اقوام متحدہ میں بڑی طاقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا تو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو اپنی کمیٹی کا سربراہ مقرر کیا جاتا تھا۔ ان حقائق کی موجودگی میں میرانی صاحب کا مفروضہ بالکل غیر سنجیدہ مفروضہ نظر آتا ہے۔

اب ہم اس الزام کی طرف آتے ہیں جو کرم ایم۔ اے۔ واحد خان صاحب کی طرف سے لگایا گیا ہے۔ ان کی طرف سے دو تحریریں نوائے وقت لاہور کی 7 دسمبر 2013ء اور 12 اگست 2013ء کی اشاعت میں شائع ہوئی تھیں۔ ان میں سے پہلے کا عنوان تھا Declaration June 1947ء اور دوسری تحریر کا عنوان تھا "میں نے پاکستان بنتے دیکھا۔" ان میں ایم۔ اے۔ واحد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

1۔ جب جون 1947ء کو وائسرائے نے ہندوستان کی آزادی کے بارے میں اعلان جاری کیا تو اس اعلان میں پنجاب کی تقسیم کے لیے جو عارضی حد بندی کا نقشہ جاری کیا گیا تھا اس میں امرتسر کو پاکستان میں شامل دکھایا گیا تھا۔ اور دریائے بیاس کو بین الاقوامی سرحد کے طور پر رکھا گیا تھا۔

2۔ لیکن جونہی پنجاب کی تقسیم کے لیے باؤنڈری کمیشن بیٹھا تو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو کہا کہ چونکہ احمدی تو مسلم لیگ کی حمایت نہیں کر رہے۔ اس لیے قادیان، تحصیل بٹالہ اور ضلع گورداسپور ہندوستان کو دے دیا جائے۔ اس پر لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی تجویز پر ضلع گورداسپور ہندوستان کو دے دیا۔ اور یہ وجہ تھی کہ امرتسر، لدھیانہ، ہوشیار پور، جالندھر، گورداسپور پٹھانکوٹ، ریاست کشمیر، فیروز پور، ریاست مالیر کوٹلہ اور فرید کوٹ پاکستان کے ہاتھ سے نکل کر ہندوستان کے حوالے کر دیے گئے۔ اور پاکستان اب تک اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔

یہ بہت سنجیدہ نوعیت کے الزامات ہیں، ان کا تعلق تاریخ کے ایک اہم موڑ سے ہے اور چونکہ گذشتہ چند ماہ میں انہیں ایک سے زیادہ مرتبہ بڑے پیمانے پر دہرایا گیا ہے اس لیے مناسب ہو گا کہ ان کے متعلق کچھ ٹھوس حقائق پیش کیے جائیں۔

اصل الزامات کا ذکر تو بعد میں آئے گا۔ سب سے پہلے تو یہ بات حیرت میں ڈالتی ہے کہ لکھنے والے کو اس تاریخی واقعہ کے بارے میں بنیادی حقائق کا بھی علم نہیں ہے۔ ایم۔ اے۔ واحد خان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جون 1947ء کے ڈیکلیریشن میں امرتسر پاکستان میں شامل کیا گیا تھا۔ اس وقت ایم۔ اے۔ واحد خان صاحب بھی امرتسر میں موجود تھے۔ وہ لکھتے ہیں اس پر ہم نے اتنی خوشیاں منائی تھیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ (نوائے وقت 7 دسمبر 2013ء) یا تو مصنف کو بنیادی حقائق کا علم نہیں یا ان کی یادداشت ان کا ساتھ نہیں دے رہی یا پھر وہ کسی وجہ سے عمداً غلط بیانی کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تقسیم پنجاب کے بارے میں دستاویزات اور اس باؤنڈری کمیشن کی کارروائی عرصہ ہوا یعنی 1983ء میں حکومتِ پاکستان کے ادارے National Documentation Centre کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ اور اس کے بعد اس کے اور ایڈیشن بھی شائع ہوئے ہیں۔ اس اشاعت کا نام The Partition of the Punjab 1947ء تھا۔ اور اس کی چار جلدیں ہیں۔ جب جون 1947ء اعلان ہوا تو اس کے ساتھ Appendix 1 کے طور پر عارضی حد بندی کا نقشہ بھی منسلک تھا۔ پڑھنے والوں سے گذارش ہے کہ اس کی جلد نمبر چار ملاحظہ فرمائیں۔ اس جلد میں ریکارڈ کے مختلف نقشہ جات شامل کیے گئے ہیں اور ان میں سے پہلا نقشہ وہ نقشہ ہے جو کہ جون 1947ء کے ساتھ عارضی حد بندی دکھانے کے لیے جاری کیا گیا تھا۔ اس نقشہ کے مطابق جون 1947ء کے اعلان میں امرتسر پاکستان میں نہیں بلکہ ہندوستان میں شامل کیا گیا تھا۔ اور ضلع امرتسر کا وسیع علاقہ جو کہ دریائے بیاس کے مغرب میں ہے ہندوستان میں شامل دکھایا گیا ہے۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ اس وقت ایم۔ اے۔ واحد خان صاحب نے کس بناء پر سمجھ لیا تھا کہ برطانوی حکومت نے امرتسر کو پاکستان میں شامل کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور اس پر خوشیاں بھی منانی شروع کر دی تھیں۔ جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی۔ اسی طرح اس نقشہ میں فرید کوٹ، فیروز پور، جالندھر اور لدھیانہ کو بھی ہندوستان میں شامل دکھایا گیا ہے۔ جہاں تک کشمیر اور مالیر کوٹلہ کا تعلق ہے تو عرض ہے کہ ان کی حیثیت تو ریاستوں کی تھی اور ان کا معاملہ بالکل مختلف تھا اور انہیں کسی بھی ملک میں شامل نہیں دکھایا گیا تھا۔ اس طرح ایم۔ اے۔ واحد خان صاحب کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے کہ یہ سب شہر تو پاکستان میں شامل کیے جا رہے تھے لیکن چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی وجہ سے ان کو ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔ اور حتمی حد بندی ماؤنٹ بیٹن کے کہنے سے بھی نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کا فیصلہ باؤنڈری کمیشن میں ہوا تھا اس میں دو جج مسلم لیگ کے نامزد کردہ اور دو جج کانگرس کے نامزد کردہ تھے۔ اور اس کمیشن کے صدر ریڈکلف تھے۔ جن کے حتمی ووٹ کی وجہ سے پاکستان کو کئی علاقوں سے محروم ہونا پڑا تھا۔

اب ہم اس الزام کا جائزہ لیتے ہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے کہا کہ چونکہ احمدی تو پاکستان میں نہیں جانا چاہتے اس لیے ضلع گورداسپور ہندوستان میں شامل کر دیا جائے۔ اور یوں لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا تب تو گورداسپور کو ہندوستان میں شامل کیا جائے۔ ایک بار پھر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو اس بارے میں بنیادی تاریخی حقائق کا علم نہیں ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مختلف کالم نگار اس بارے میں کچھ لکھنے سے قبل اس باؤنڈری کمیشن کی روئیداد یعنی The Partition of the Punjab 1947ء کے مطالعہ کی طرف توجہ کریں گے۔

مضمون نگار اس حقیقت سے واقف نہیں کہ باؤنڈری کمیشن کے روبرو جماعت احمدیہ کا موقف چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے نہیں پیش کیا تھا بلکہ محترم شیخ بشیر احمد صاحب نے پیش کیا تھا۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اس کمیشن کے روبرو قائداعظم کے ارشاد پر مسلم لیگ کا کیس پیش کیا تھا۔ اس لیے اس الزام کی بنیاد ہی غلط ہے اور یہ الزام یہ ظاہر کر رہا ہے کہ لکھنے والا اس موضوع کے بارے میں بنیادی حقائق سے بھی بے خبر ہے۔ مضمون نگار نے تو کوئی حوالہ نہیں پیش کیا کہ لیکن ہم اس کا جواب معتبر حوالوں کے ساتھ ہی پیش کریں گے۔

سب سے پہلے ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ اس کمیشن کے سامنے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ضلع گورداسپور کے بارے کیا موقف پیش کیا تھا۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اس کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا میمورنڈم پیش کر رہے تھے۔ اور پہلے یہ بحث چلی کہ اس تقسیم میں بنیادی یونٹ کیا ہونا چاہیے اور اس رائے کا اظہار کیا گیا کہ یہ یونٹ تحصیل رکھنا مناسب ہوگا۔ یعنی اگر کسی تحصیل میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور وہ پاکستان کے مجوزہ علاقہ سے متصل ہے تو اسے پاکستان میں شامل کیا جائے۔ سوائے اس کے کہ کسی تکنیکی وجہ سے اس حد بندی میں معمولی ردوبدل کیا جا سکتا ہے اس وقت ضلع گورداسپور کی صرف ایک تحصیل یعنی پٹھانکوٹ ایسی تھی جس میں مسلمان اکثریت میں نہیں تھے۔ اس کے علاوہ باقی تمام تحصیلوں میں مسلمان اکثریت میں تھے۔ واضح رہے مغربی پنجاب پاکستان میں اور مشرقی پنجاب ہندوستان میں شامل ہو رہا تھا۔ پھر اس میمورنڈم میں جو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے پیش کیا تھا ضلع گورداسپور کے بارے میں اس موقف کا اظہار کیا گیا

If these principles are accepted, it will be found that, subject to considerations arising out of other factors, that

Pathankot Tehsil of Gurdaspur district would be detached from the West Punjab and included in East Punjab. In every other tehsil of Gurdaspur district and in every Tehsil of the remaining districts at present included in West Punjab Muslims have an overall majority.

(The Partition of The Punjab 1947 Vol. 1, published by Sange-Meel 1993 p288)

اس کا متن بالکل واضح ہے۔ یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ ایک کے سوا ضلع گورداسپور کی تمام تحصیلوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں، ان کو تو بہر حال پاکستان میں شامل کیا جانا چاہیے۔ پھر نہروں کے مسائل کا ذکر کر کے لکھا کہ پٹھانکوٹ کی تحصیل کا وہ حصہ جو کہ نقشہ میں دکھایا گیا ہے وہ بھی پاکستان میں شامل ہونا چاہیے۔

(The Partition of The Punjab 1947 Vol. 1, published by Sange-Meel 1993 p290)

جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے کہ باؤنڈری کمیشن کی جو کارروائی شائع ہوئی ہے کہ اس کی چوتھی جلد میں مختلف نقشہ جات شامل کیے گئے ہیں۔ اس کے صفحہ نمبر 5 کے ساتھ وہ نقشہ منسلک ہے جو کہ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے مسلم لیگ کے میمورنڈم کے ساتھ جمع کرایا تھا۔ اس نقشہ میں وہ علاقہ جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ ان کو پاکستان میں شامل ہونا چاہیے سبز رنگ میں دکھایا گیا ہے۔ ہر دلچسپی رکھنے والا شخص یہ جائزہ لے سکتا ہے کہ اس میں ضلع گورداسپور کے وہ علاقے جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے سبز رنگ میں دکھائے گئے ہیں۔ اور مشرقی پنجاب کے بہت سے شہر جو کہ اب ہندوستان کا حصہ ہیں سبز رنگ میں دکھائے گئے ہیں۔ ان ٹھوس حقائق کی موجودگی میں مکرم ایم۔اے واحد خان صاحب کے یہ تمام الزامات بالکل بے بنیاد ثابت ہو جاتے ہیں۔

مختصراً یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اس کتاب کی جلد 1 کے صفحہ 428 تا 450 پر جماعتِ احمدیہ کا میمورنڈم بھی شائع کیا گیا ہے۔ اور ہر کوئی پڑھ کر خود جائزہ لے سکتا ہے کہ اس میں یہ پر زور مطالبہ پیش کیا گیا ہے قادیان کو پاکستان میں شامل کرنا چاہیے۔ اور اس میمورنڈم میں وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن پر یہ الزام لگایا گیا ہے انہوں نے ایک بیان میں ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کی آبادی کم کر کے بتائی ہے۔ جب کہ حقیقت میں اس ضلع میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ اور تو اور اس کتاب کی جلد 1 کے صفحہ 470 پر مسلم لیگ بٹالہ کا میمورنڈم بھی شائع کیا گیا۔ اس میں ایک اہم نکتہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ تحصیل بٹالہ کو ضرور پاکستان میں شامل ہونا چاہیے کیونکہ اس تحصیل میں قادیان ہے جو کہ احمدیوں کا مقدس مرکز ہے۔ اور احمدی واضح طور پر پاکستان کی حمایت کا اعلان کر چکے ہیں۔

اب ہم مکرم انصار عباسی صاحب ایڈیٹر The News کی ایک تحریر کا تجزیہ پیش کریں گے۔ یہ تحریر اخبار دی نیوز کی مورخہ 28 دسمبر 2013ء کی اشاعت میں شائع ہوئی تھی۔ اس کا عنوان Quaids effort to Islamise Society was thwarted ہے۔ اس تحریر کے آغاز میں وہ یہ دل دہلا دینے والا انکشاف کرتے ہیں کہ mother of all consiparicies کا انکشاف ہوا ہے۔ یعنی انہوں نے تمام "سازشوں کی ماں" کا سراغ لگا لیا ہے۔ اور یہ انکشاف اصل میں مکرم اوریا مقبول جان صاحب نے کیا ہے جو کہ Punjab Archives کے سیکرٹری ہیں۔ انہوں نے کچھ کاغذات دریافت کیے ہیں جو کہ ابھی منظرِ عام پر نہیں لائے گئے، خفیہ ہیں۔ لیکن انہوں نے مکرم انصار عباسی صاحب کو مطلع کیا ہے کہ

1۔ آزادی کے بعد بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح نے ملک کو اسلامی خطوط پر چلانے کے لیے ایک ادارہ Department of Islamic Reconstruction قائم کیا تھا۔ اس ادارہ کا انچارج مکرم علامہ محمد اسد صاحب کو مقرر کیا گیا تھا۔

2۔ لیکن قائدِ اعظم کا یہ ارادہ عملی شکل میں اس لیے نہیں ڈھالا جا سکا کہ قائدِ اعظم کی وفات کے بعد قادیانی وزیرِ خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان نے علامہ محمد اسد صاحب کا تبادلہ وزارتِ خارجہ میں کر دیا۔ اور اس طرح علامہ صاحب کو اس کام سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور پھر اس ادارہ میں آتشزدگی کی ایک پُر اسرار واردات ہوئی جس کے نتیجہ میں یہ سب کام ضائع ہو گیا۔

جن دستاویزات کا حوالہ دیا جا رہا ہے، چونکہ ابھی وہ منظرِ عام پر نہیں آئیں اس لیے ان پر کوئی تبصرہ کرنا مناسب نہیں۔ لیکن چونکہ مکرم انصار عباسی صاحب اور مکرم اوریا مقبول جان صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ اس ادارہ کے روحِ رواں مکرم علامہ محمد اسد صاحب تھے اور اس حوالے سے تمام کام قائدِ اعظم نے انہی کے سپرد کیا تھا، اور مکرم علامہ محمد اسد صاحب کی خودنوشت سوانح حیات کئی دہائیاں پہلے شائع ہو چکی ہے۔ اس لیے ہم خود علامہ محمد اسد صاحب کی کتاب کو کسوٹی بنا کر ان دعاوی کو پرکھیں گے۔ علامہ محمد اسد صاحب کی سوانح حیات The Road To Mecca کے نام سے شائع ہوئی تھی جو کہ 1952ء تک کے حالاتِ زندگی پر مشتمل تھی۔ پھر باقی ماندہ سالوں کے بارے میں ان کی اہلیہ کی کتاب Homecoming of the Heart کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ اور اس کے بعد ان دونوں کو یکجا کر کے بھی شائع کیا گیا تھا۔ جہاں تک مکرم انصار عباسی صاحب کے دعاوی کا تعلق ہے تو اس کتاب کے جائزہ سے مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔

1۔ خود علامہ محمد اسد صاحب نے جو حقائق تحریر فرمائے ہیں ان کے مطابق یہ ادارہ یعنی Department of Islamic Reconstruction قائدِ اعظم نے قائم نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی اس کا قائداعظم یا پاکستان کی مرکزی حکومت سے کوئی تعلق تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اکتوبر 1947ء میں پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ نواب ممدوٹ صاحب نے انہیں اپنے دفتر میں طلب فرمایا اور کہا کہ ہمیں جن نظریاتی مسائل کا سامنا ہے، آپ کو ان کے بارے میں کوئی کام کرنا چاہیے۔ اور پھر نواب ممدوٹ صاحب نے کہا کہ کیا میں اس بارے میں وزیرِ اعظم سے بات کروں؟ اس پر علامہ محمد اسد صاحب نے کہا کہ اس وقت وزیرِ اعظم اور قائدِ اعظم کو خارجہ پالیسی کے محاذ پر بہت سے مسائل کا سامنا ہے اور وہ اس طرف توجہ ہی نہیں دے سکتے۔ مرکزی حکومت نے تو ابھی تک اس بارے میں کوئی قدم نہیں اُٹھایا، اس لئے اب آپ ہی اس کے بارے میں کچھ کریں۔ اس طرح پنجاب حکومت کے ادارے کے طور پر اس ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس طرح انصار عباسی صاحب کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ قائدِ اعظم نے اس ادارہ کو قائم کیا تھا یا یہ کام علامہ محمد اسد صاحب کے سپرد کیا تھا۔ اور آئین کے بارے میں ان کی تجاویز کو بھی صوبہ پنجاب کی حکومت کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔ اس پر لیاقت علی خان صاحب نے انہیں طلب کر کے گفتگو بھی کی تھی اور کہا تھا کہ اس وقت ہمیں ایسے گھمبیر مسائل کا سامنا ہے کہ ہم اس طرف توجہ نہیں دے سکتے۔

(The Road to Mecca, Home Coming of the Heart, By Muhammad Asad, Pola Hamid Asad, Edited by Ikram Chughtai Published by The Truth Society Pakistan, 2012, p 133-136)

2۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ انصار عباسی صاحب نے لکھا ہے قائداعظم کی وفات کے بعد قادیانی وزیرِ خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان نے علامہ محمد اسد کا تبادلہ وزارتِ خارجہ میں کر دیا اور اس طرح جو کام قائدِ اعظم نے ان کے سپرد کیا تھا وہ ادھورا رہ گیا۔ جب ہم نے الزامات کو پرکھنے کے لئے علامہ محمد اسد صاحب کی خودنوشت سوانح حیات کا جائزہ لیا تو مندرجہ ذیل حقائق سامنے آئے۔ پہلی حقیقت تو یہ ہے کہ انہوں نے خود تحریر کیا ہے کہ ان کا وزارتِ خارجہ میں تبادلہ جنوری 1948ء میں کیا گیا تھا۔ اور یہ تو سب جانتے ہیں کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح کا انتقال ستمبر 1948ء میں ہوا تھا۔ اس طرح یہ تبادلہ قائدِ اعظم کی زندگی میں ہوا تھا۔ اور محمد اسد صاحب خود تحریر کرتے ہیں کہ یہ تبادلہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے نہیں بلکہ وزیرِ اعظم لیاقت علی خان صاحب نے کیا تھا۔ لیاقت علی خان صاحب انہیں طلب کیا اور کہا کہ اس وقت پاکستان میں مشرقِ وسطیٰ کو سمجھنے والا ان سے زیادہ کوئی شخص موجود نہیں۔ اس لیے مناسب ہو گا کہ ان کا تبادلہ وزارتِ خارجہ میں کر دیا جائے۔ محمد اسد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اگرچہ Department of Islamic Reconstruction سے مجھے جذباتی وابستگی تھی لیکن لیاقت علی خان صاحب کی بات میں کافی وزن تھا۔ اور اب یہ ادارہ اپنا کام شروع کر چکا تھا اور دوسرے لوگ اس کام کو جاری رکھ سکتے تھے۔ اور پھر انہوں نے لکھا کہ اس بناء پر میں نے یہ پیشکش قبول کر لی۔ اور یہ حقیقت پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ 25 دسمبر 1947ء کو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے قائدِ اعظم نے وزارتِ خارجہ کا حلف لیا۔ اس کے فوراً بعد وہ قائداعظم کے حکم پر برما چلے گئے۔ اور پھر وہاں سے آ کر اقوامِ متحدہ میں مسئلہ کشمیر پر پاکستان کی نمائندگی کرنے کے لیے امریکہ چلے گئے اور ایک عرصہ آپ کو وہاں رہنا پڑا۔ جب یہ تبادلہ ہوا تو اس وقت تک تو ابھی انہوں نے وزارتِ خارجہ کے مرکزی دفتر کا انتظام بھی نہیں سنبھالا تھا۔ جیسا کہ محمد اسد صاحب کی تحریر سے ہی ظاہر ہے کہ یہ تبادلہ بھی وزیرِ اعظم لیاقت علی خان صاحب نے کیا تھا کیونکہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے پہلے وزارتِ خارجہ کا قلمدان بھی انہی کے سپرد تھا۔ ہم نے نیچے حوالہ درج کر دیا ہے۔ ہر کوئی اس کو پڑھ کر حقیقت جان سکتا ہے کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ ہے۔

The Road to Mecca, Home-Coming of the Heart, By Muhammad Asad, Pola Hamid Asad, Edited by Ikram Chughtai, Published by The Truth Society, Pakistan, 2012, p147-149

اس طرح خود علامہ محمد اسد صاحب کی تحریر سے ہی انصار عباسی صاحب کے الزامات کی مکمل طور پر تردید ہو جاتی ہے۔

مختلف کالم نگاروں نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق جو کچھ لکھا تھا وہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔ ان کالم نگاروں نے یہ تکلیف

نہیں کی تھی کہ اپنے الزامات کی تائید میں کوئی حوالہ ہی درج کر دیتے۔ بغیر کسی ثبوت کے الزامات لکھنے کو ہی کافی سمجھا گیا تھا۔ لیکن ہم نے جواب میں معروف اور معتبر حوالے درج کیے ہیں، محض مفروضے پیش نہیں کیے۔ ان حوالوں سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ یہ سب الزامات بے بنیاد ہیں۔ چند سوال پیش کیے جاتے ہیں، اور ان کا جواب اور نتیجہ اخذ کرنا پڑھنے والوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

1۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ مضمون نگار حضرات اس بات سے بھی غافل تھے کہ کوئی بھی الزام لگاتے وقت اس کا ثبوت درج کرنا اور متعلقہ حوالہ پیش کرنا ضروری ہوتا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ طریقہ کار کیوں اختیار کیا گیا کہ اپنے الزامات کے ساتھ کوئی ثبوت پیش نہیں کیے گئے؟

2۔ ہم نے جن کتابوں کے حوالے درج کیے ہیں، وہ کوئی غیر معروف کتب نہیں ہیں۔ ان کی اشاعت سے ایک دنیا واقف ہے اور ایک طویل عرصہ سے واقف ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ سینیئر کالم نگاران معتبر کتب کے وجود سے بالکل بے خبر تھے؟ اگر وہ چاہتے تو یہ سب کچھ لکھنے سے قبل تھوڑی دیر کی تکلیف سے ہی حقیقت معلوم کر سکتے تھے۔ مگر ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟

3۔ دنیا کے کسی بھی ملک میں اگر مسلسل غلط بیانی کر کے مختلف شخصیات یا مختلف گروہوں کے متعلق غلط فہمیاں پھیلائی جائیں اور ان کے بارے میں نفرت انگیز تحریریں شائع کی جائیں تو اس سے ملک کے معاشرہ پر کیا اثر پڑے گا؟ اور ہمیں اپنے اردگرد کیا اثر پڑتا نظر آ رہا ہے؟

مکرم علی احمد صاحب

میرے نانا محترم ارشاد علی خان صاحب کا ذکر خیر

میرے پیارے نانا جان کا نام ارشاد علی خان تھا۔ آپ 1938ء میں ضلع روہتک (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ جہاں دُور دُور تک احمدیت کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ قیام پاکستان پر آپ نے ضلع منڈی بہاؤالدین کے نواحی گاؤں رکھ بلوچ میں رہائش اختیار کر لی۔ تقسیم ہند کے وقت آپ کے والد صاحب شہید ہوچکے تھے، آپ یتیمی کی حالت میں سخت حالات میں اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے۔

گاؤں میں تعلیم کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا، لہٰذا آپ چھٹی جماعت میں کہار (ضلع جہلم) میں تعلیم حاصل کررہے تھے۔ اسی دوران ایک احمدی طالب علم سے ملاقات ہوئی، جس کو سکول بھر میں مرزائی، قادیانی اور کافر کے نام سے لڑکے تنگ کرتے تھے۔ نانا جان کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ''میں احمدی ہوں اور اس سے زیادہ مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں پتہ آپ کو اگر معلومات لینی ہے تو میرے والد صاحب سے پوچھیں۔

نانا جان کو علم حاصل کرنے کا بے حد شوق تھا اور اس سلسلے میں تجسس ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ لہٰذا آپ اس لڑکے کے والد صاحب سے ملے اور انہوں نے احمدیت کا تعارف کروایا اور پڑھنے کے لئے کچھ کتابیں دیں۔ بس پھر کیا تھا آپ سکول بھر میں مشہور ہوگئے۔ اسی سکول میں آپ کے گاؤں کے منشی صاحب بھی تھے۔

انہوں نے گھر آکر بتایا کہ لڑکے کو واپس بلا لو ورنہ وہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ جس کی بنا پر آپ کو ساتویں جماعت ادھوری چھوڑ کر واپس آنا پڑا اور گھر والوں نے سختی سے کہا کہ بس اب پڑھائی ختم سمجھو، نانا جان کا رو رو کر بُرا حال ہوگیا کہ میں نے ابھی پڑھنا ہے۔ اسی کشمکش میں ایک سال ضائع ہو گیا اور مڈل کے بورڈ کے امتحانات قریب آ گئے۔ ابھی امتحان میں دو تین ماہ کا عرصہ باقی تھا۔ آپ کے بہت زیادہ اسرار پر آپ کے چچا کو آپ پر ترس آ گیا اور اس شرط پر آپ کو پڑھنے کی اجازت مل گئی کہ آپ ''کہار'' جا کر نہیں پڑھیں گے۔ لہٰذا آپ کا داخلہ ایم۔بی ہائی سکول منڈی بہاؤالدین میں کروا دیا۔ سکول کے پہلے دن ہی کلاس کے تمام بچے آپ کو دیکھ کر ہنسنے لگے، کیونکہ اس یتیم بچے کی حالت کافی شکستہ تھی۔ پرانے کپڑے اور کتابوں کے بغیر کلاس میں بیٹھ گئے۔ اب نہ پڑھنے کے لئے کتابیں نہ لکھنے کے لئے کاپیاں۔ تفریح کے وقت لڑکوں کے کلاس سے باہر جانے پر ان سے کتاب مانگ کر بس کلاس کے وقفہ کے اوقات میں ہی پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال کا دماغ عطا فرمایا تھا، جو پڑھتے تھے چند لمحوں میں یاد ہوجاتا تھا۔

اس دوران آپ نے اطمینان قلب کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور رو رو کر دعا کی کہ ''اے مولا کریم مجھے پتہ ہے کی احمدیت سچی ہے لیکن میرے دل کی تسلی کے لئے مجھے نشان دکھا دے'' اور وہ نشان آپ نے اپنے مڈل بورڈ میں اوّل آنے کا مانگا تھا۔ جسے خدا تعالیٰ نے بڑی شان سے پورا کیا اور آپ 1953ء میں پنجاب بھر میں اوّل آئے اور ایم۔بی ہائی سکول منڈی بہاؤالدین کے بورڈ پر آپ کا نام لکھا گیا۔

ان دنوں سکول میں بہت مخالفت تھی، تاہم آپ نے کسی مخالفت کی پرواہ نہ کی۔ 1954ء میں آپ نے اپنی بیعت کا خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں دورہ یورپ کے وقت بھیجا، کچھ سال بعد جس کی منظوری کے وقت آپ سرگودھا میں ایف۔اے سال اوّل میں تھے۔ آپ کی منظوری کا خط دیکھ کر حضرت مرزا عبدالحق (امیر جماعت سرگودھا) نے بڑی حیرت سے آپ سے پوچھا کہ ''ارشاد علی آپ نے ابھی تک بیعت نہیں کی؟''

تحریری بیعت نہ کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ جماعت پر کوئی حرف نہ آئے کہ یہ بچہ تھا اس وجہ سے قابو آ گیا۔ لہٰذا آپ نے بالغ ہونے کے بعد بیعت کا خط لکھا۔

اس کے بعد نانا جان کی جدوجہد کا یہ لمبا سفر شروع ہوا۔ آپ نیشنل بنک آف پاکستان میں ''وائس سپرنٹنڈنٹ'' کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

اس تمام عرصہ میں آپ کے عظیم اخلاق کا اثر احمدی غیر احمدی سب پر یکساں تھا۔ آپ بہت اچھے ہومیو پیتھک ڈاکٹر بھی تھے اور گاؤں کے بیشمار مریضوں کا علاج ادویات کے ساتھ مفت کیا۔ آپ کی وفات پر مریضوں کی ایک بڑی تعداد غمزدہ تھی۔ آپ بہترین مہمان نواز اور بے حد محبت کرنے والے انسان تھے۔ صلہ رحمی کا جو جذبہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں بھرا تھا اس کی مثال نہیں ملتی۔

تمام زندگی آپ کے دل میں غیر احمدی بھائیوں کے لئے بہت احساس کیا۔ ساری عمر اپنی تمام زمینیں اپنے بھائیوں کو دیئے رکھیں اور کبھی کوئی حساب کتاب نہیں رکھا۔ نانا جان کی زندگی ایک عظیم انسان کی زندگی تھی۔ ایسے انسان جو دنیا میں بار بار پیدا نہیں ہوتے اور اس میں آپ کا کوئی کمال نہ تھا۔ یہ صرف اس لئے تھا کہ رب کریم نے آپ کو احمدیت کی لازوال دولت سے نوازا تھا۔

لوگ کہتے تھے خان صاحب بہت اچھے انسان ہیں مگر ہیں قادیانی۔

آپ کئی بار کہتے کہ ہم اچھے اسی لئے ہیں کیونکہ ہم احمدی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا بے حد کرم تھا کہ میرے پیارے نانا جان کے ذریعے ہمیں احمدیت کے اس نور سے منور کیا۔ آج اگر ہم احمدیت کے درخت سے پھل کھا رہے ہیں تو وہ صرف میرے نانا جان کی بدولت ہیں۔

آپ کا وصال 17 دسمبر 2009ء کو ہوا۔ اللہ تعالیٰ میرے پیارے نانا جان کے درجات بلند سے بلند کرتا رہے اور انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی

اللہ اکبر کی حقیقت

ایک دفعہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور قیام، رکوع اور سجود میں اللہ تعالیٰ کے حضور جنت الفردوس کی درخواست کررہا تھا کہ یکدم میرے قلب پر معرفت حقہ کا عجیب نور نازل کیا گیا اور مجھے اس بات کی تفہیم ہوئی کہ میں نماز کی ہر نقل و حرکت پر اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر کے الفاظ دہراتا ہوں۔ کیا میں نے ان کے مفہوم کے متعلق بھی سوچا ہے؟

اللہ اکبر کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے خواہ اس کا تعلق اس دنیا سے ہو یا آخرت سے اپنی پُرعظمت کبریائی میں بلند درجہ رکھتا ہے کیونکہ خالق بہرحال اپنی مخلوق سے بڑے درجہ پر ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر اللّٰہ اکبر من کل شئی یا اللّٰہ اکبر جمیع الاکابر و الکبراء پس جنت الفردوس بھی جس کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے اور وہ منعم خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے بہرحال خدا تعالیٰ سے چھوٹی ہے اور اللہ تعالیٰ جنت اور اس کی نعماء کے مقابل پر بہت بلند رجہ رکھتا ہے سیدنا حضرت مسیح موعود نے خوب فرمایا ہے۔

الٰھی فدتك النفس انك جنتی
ومامن ارٰی خلداً کمثلك یثمر

''یعنی اے میرے خدا تجھ پر میری جان فدا ہو۔ تو ہی میری جنت ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ خلد کے نام والے بہشت میں بھی وہ شیریں پھل ہوں جو میرے محبوب مولا ہر آن تجھ سے حاصل ہو رہے ہیں''۔

پس عاشقان وجہ اللہ کے لئے سب سے بڑھ کر محبوب چیز اللہ تعالیٰ کی رضوان اور اس کا وصال اور رویت ہے جو جنت کی نعمتوں سے بھی بڑھ کر ہے جب یہ نکتہ میرے ذہن میں آیا تو جنت کے حصول کی درخواست کی بجائے میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور وصال کے حصول کے لئے نہایت توجہ اور عاشقانہ لذت سے دعا شروع کردی اور میرے قلب کی گہرائیوں سے اس مضمون کی دعا اور التجا نکلنی شروع ہوئی۔

درِ دو عالم مرا عزیز توئی
وآنچہ می خواہم از تو نیز توئی

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

جلسہ سیرت النبیؐ

مکرم محمد ذکی خان صاحب مربی سلسلہ نصرت آباد ضلع میر پور خاص تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 14 جنوری 2014ء کو بیت عبداللہ نصرت آباد میں جلسہ سیرت النبی ﷺ زیر صدارت مکرم سیف علی شاہد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع میر پور خاص منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد رسول اللہ ﷺ امن کے پیکر کے عنوان پر مکرم رضا لطیف صاحب معلم سلسلہ نصرت آباد نے تقریر کی۔ ایک نظم کے بعد خاکسار نے آنحضرت ﷺ کی عبادات کے عنوان پر تقریر کی۔ اس جلسہ کا دورانیہ ایک گھنٹہ تھا۔ جلسہ کے آخر میں اجتماعی دعا ہوئی۔ اس جلسہ کی کل حاضری 81 تھی جس میں ضلع کی دوسری جماعتوں کے 16 عہدیداران اور 5 مہمان شامل تھے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضور ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم وسیم احمد بسراء صاحب معلم وقف جدید چندر کے منگولے ضلع نارووال تحریر کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ چندر کے منگولے ضلع نارووال کے ایک طفل زید رؤف ابن مکرم رؤف احمد صاحب اور ایک غیر از جماعت بچے علی حمزہ ابن مکرم محمد ارشد صاحب نے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت خاکسار کو حاصل ہوئی۔ مورخہ 15 فروری 2014ء کو تقریب آمین و تربیتی جلسہ کے بعد مکرم محمد مسعود الحسن صاحب انسپکٹر تربیت وقف جدید ارشاد نے بچوں سے قرآن کریم کے کچھ حصص سنے اور دعا کروائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچوں اور والدین کو یہ اعزاز مبارک فرمائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نکاح و تقریب شادی

مکرم محمود احمد صاحب دارالیمن شرقی صادق ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ صباجبین صاحبہ کے نکاح کا اعلان مکرم شکیل احمد صاحب ابن مکرم انیس مجید صاحب آف کینیڈا کے ساتھ مبلغ دس ہزار کینیڈین ڈالرز حق مہر پر مورخہ 14 فروری 2014ء کو رفیع بینکوئیٹ ہال میں تلاوت اور نظم کے بعد مکرم محمد ادریس شاہد صاحب مربی سلسلہ نے کیا اور رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ دلہن مکرم مرزا محمد ابراہیم صاحب کی پوتی اور مکرم مرزا عبدالمجید صاحب مرحوم کی نواسی ہیں۔ دلہا مکرم مرزا عبدالمجید صاحب مرحوم کا پوتا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بہت بہت بابرکت فرمائے اور آئندہ نسل کو خلافت احمدیہ کا فدائی اور جاں نثار بنائے۔ آمین

تقریب شادی

مکرم ظفر احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ سیکرٹری دفتر منصوبہ بندی کمیٹی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم فاتح احمد صاحب کی تقریب دعوت ولیمہ مورخہ 16 فروری 2014ء دفاتر تحریک جدید کے شرقی لان میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر تلاوت کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے دعا کروائی۔ بیٹے کے نکاح کا اعلان محترم سید محمود احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے مورخہ 14 نومبر 2012ء کو ایک لاکھ روپے حق مہر پر مکرمہ شمائلہ طلعت صاحبہ بنت مکرم صابر حسین صاحب کے ساتھ بیت المبارک ربوہ میں کیا تھا۔ دلہا اور دلہن مکرم نواب دین صاحب مرحوم آف تہال ضلع گجرات کے پوتا اور پوتی ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جماعت اور دونوں خاندانوں کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس جوڑے کو نیک، صالح خادم دین اور سعادت مند اولاد عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

مکرم نعیم احمد اعوان صاحب دارالنصر غربی اقبال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم ملک طالب علی اعوان صاحب مرحوم دارالنصر غربی اقبال ربوہ مورخہ 16 فروری 2014ء کو مختصر علالت کے بعد طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ ان کی عمر 83 سال تھی۔ مرحومہ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔ وہ پانچ وقتہ نمازوں کی پابند اور تہجد گزار اور خلافت سے بے انتہا محبت رکھتی تھیں اور بفضل خدا موصیہ تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر بیت مبارک ربوہ میں محترم مرزا محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد برائے تعلیم القرآن نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم مقبول حسین صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحومہ نے سوگواران میں تین بیٹے مکرم ملک محمد مظہر صاحب فیصل آباد، مکرم ملک امجد علی صاحب امریکہ، خاکسار، چار بیٹیاں مکرمہ بلقیس شوکت صاحبہ لاہور، مکرمہ کشور ستارہ صاحبہ شیخوپورہ، مکرمہ امتیاز بیگم صاحبہ فاروق آباد اور مکرمہ زاہدہ پروین صاحبہ فیصل آباد یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کے درجات بلند کرتے ہوئے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد اختر صاحب معلم وقف جدید گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی خالہ و خوشدامن محترمہ بشریٰ ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد ظفر اللہ ڈوگر صاحب نانوڈوگر ضلع لاہور مورخہ 24 فروری 2014ء کو بوجہ برین ٹیومر بعمر 58 سال طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں وفات پاگئیں۔ اسی روز بعد نماز عصر نماز جنازہ بیت المبارک ربوہ میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم شفیق الرحمٰن اطہر صاحب مربی سلسلہ ضلع جہلم نے دعا کروائی مرحومہ 1/8 کی موصیہ تھیں اور بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ مرحومہ مہمان نواز، تہجد گزار، پنجوقتہ نمازیں باقاعدگی سے ادا کرنے والی تھیں۔ پانچ دفعہ اپنے میاں کے ساتھ مختلف جگہوں پر وقف عارضی کی۔ اپریل 2012ء میں عمرہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ نانوڈوگر ضلع لاہور میں بحیثیت صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ نے دو بیٹے مکرم محمد نصر اللہ ڈوگر صاحب جرمنی اور مکرم طارق عبداللہ ڈوگر صاحب ربوہ، تین بیٹیاں مکرمہ جمیلہ کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم طارق محمود خاں صاحب کراچی، مکرمہ صادقہ طاہرہ صاحبہ اہلیہ خاکسار، مکرمہ ساجدہ طاہرہ صاحبہ اہلیہ مکرم منور احمد صاحب جرمنی یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحومہ مکرم عبدالستار جاوید صاحب کراچی اور محمد اشرف ڈوگر صاحب واقف زندگی ٹیچر نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

دمدار ستارے کے متعلق لیکچر

(زیر اہتمام مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ)

مکرم انور نسیم صاحب منتظم عمومی مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 17 فروری 2014ء کو بعد نماز مغرب وعشاء مجلس انصاراللہ مقامی کے زیر اہتمام ایک علمی نشست دفتر انصاراللہ مقامی کے ہال میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ مقامی نے اجلاس کی غرض وغایت بیان کی اور مقرر مکرم سید طاہر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت ایم ٹی اے پاکستان کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں محترم سید طاہر احمد صاحب نے دمدار ستارے کے متعلق نہایت قیمتی معلومات سے حاضرین کو بہرہ ور کیا۔ یہ دلچسپ اور علمی نشست ایک گھنٹہ سے زائد وقت تک جاری رہی اور حاضرین ان معلومات سے بہت محظوظ ہوئے۔ 192 احباب نے اس میں شرکت کی۔ حاضرین کو ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

سانحہ ارتحال

مکرمہ سیدہ وحیدہ حنیف صاحبہ اہلیہ مکرم سید حنیف احمد صاحب مربی سلسلہ وکالت تبشیر ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میری بہن مکرمہ منصورہ سید صاحبہ اہلیہ مکرم سید ارشد محمود صاحب راولپنڈی 21 فروری 2014ء کو PNS حفیظ راولپنڈی میں بعمر 40 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اسی روز مکرم ارشاد احمد دانش صاحب مربی سلسلہ نے احمد باغ میں نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا کروائی۔ مرحومہ مکرم ڈاکٹر سید نعیم احمد صاحب آف گلشن جامی کراچی اور مکرم سید منیر احمد صاحب ماڈل کالونی کراچی کی ہمشیرہ اور مکرم حافظ سید باغ علی شاہ صاحب معین الدین پور ضلع گجرات کی پوتی تھیں۔ مرحومہ نے چار بچے اور خاوند سوگوار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ کا جماعت سے بہت اچھا تعلق تھا۔ بیماری کے آخری حملہ سے پہلے لجنہ کے اجتماع میں شرکت کی اور مقابلوں میں بھی حصہ لیا۔ عزیزہ کی بیماری میں راولپنڈی کی لجنہ اور جماعت نے بہت تعاون کیا۔ اللہ ان سب کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ نیز بچوں کا خود حامی و ناصر ہو اپنی پناہ میں رکھے اور خادم دین بننے کی مرحومہ کی خواہش کو پورا کرے۔ آمین

☆......☆......☆......☆

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

10 مارچ 2014ء

1:00 am	ریئل ٹاک
2:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مارچ 2014ء
3:30 am	سوال وجواب
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:40 am	یسرنا القرآن
6:20 am	بیت الذکر جلنگھم کا افتتاح
7:50 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مارچ 2014ء
8:55 am	ریئل ٹاک
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	پیس سمپوزیم 23 مارچ 2013ء
1:30 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
2:05 pm	فرنچ پروگرام 15 دسمبر 1997ء
3:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 20 دسمبر 2013ء (انڈونیشین ترجمہ)
4:05 pm	بک فیئر۔ دستاویزی پروگرام
5:05 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس
5:35 pm	الترتیل
6:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 16 مئی 2008ء
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:05 pm	بک فیئر
8:40 pm	سیرت حضرت مسیح موعود
9:00 pm	راہ ہدیٰ
10:30 pm	الترتیل
11:00 pm	عالمی خبریں
11:20 pm	پیس سمپوزیم

11 مارچ 2014ء

12:50 am	ریئل ٹاک
1:50 am	راہ ہدیٰ
3:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 16 مئی 2008ء
4:15 am	بک فیئر
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم اور درس
5:50 am	الترتیل
6:20 am	پیس سمپوزیم
7:50 am	کڈز ٹائم
8:25 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 4 اپریل 2008ء
9:15 am	بک فیئر
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	گلشن وقف نو۔ خدام الاحمدیہ یکم دسمبر 2013ء
1:05 pm	آسٹریلین سروس
1:25 pm	سوال وجواب 26 مارچ 1995ء
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مارچ 2014ء (سندھی ترجمہ)
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	ریئل ٹاک
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:00 pm	سپینش سروس
8:40 pm	کوئز
9:30 pm	سیرت النبی ﷺ
10:00 pm	نور مصطفویؐ
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:20 pm	گلشن وقف نو

شربت صدر
نزلہ زکام اور کھانسی کیلئے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434

سانحہ ارتحال

مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ امریکہ تحریر کرتے ہیں۔

میجر ریٹائرڈ مکرم محمد الیاس خان صاحب 15 فروری 2014ء کو کلیولینڈ اوھایو میں مولائے حقیقی سے جاملے۔ آپ موصی تھے۔ آپ کا جسد خاکی پاکستان لے جایا گیا۔ مورخہ 27 فروری کو آپ کی میت ربوہ پہنچائی گئی اور بیت المبارک ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے ہی دعا کروائی۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ہمیشہ مسکرا کر ملنا آپ کی بڑی خوبی تھی، عبادت گزار اور خلافت سے محبت کرنے والے تھے۔ کارکنان سلسلہ کا بھی بے حد احترام کرتے تھے آپ نے اپنے پیچھے 4 بچے سوگوار چھوڑے ہیں۔ آپ اپنی بیٹی محترمہ آنسہ رحمت اللہ صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر امریکہ کے پاس کافی عرصہ سے قیام پذیر تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم اسامہ الیاس خان صاحب سیاٹل واشنگٹن امریکہ میں، ایک بیٹی محترمہ عالیہ باسط صاحبہ اور ایک بیٹے مکرم وقار الیاس خان صاحب پاکستان میں رہتے ہیں۔ آپ نے 15 نواسے نواسیاں پڑنواسے پڑنواسیاں اور 12 پوتے پوتیاں اور پڑپوتے پڑپوتیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے والد حضرت راجہ مددخان صاحب اور والدہ حضرت اصغری بیگم صاحبہ دونوں رفیق حضرت مسیح موعود تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین

دورہ انسپکٹر روزنامہ الفضل

مکرم منور احمد جج صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے اسلام آباد اور راولپنڈی کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت واراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ربوہ میں طلوع وغروب 3 مارچ

طلوع فجر	5:13
طلوع آفتاب	6:32
زوال آفتاب	12:21
غروب آفتاب	6:10

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

2 مارچ 2014ء

2:00 am	راہ ہدیٰ
4:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 فروری 2014ء
6:25 am	جلسہ سالانہ جرمنی
8:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 فروری 2014ء
9:55 am	لقاء مع العرب
11:50 am	گلشن وقف نو
2:20 pm	سوال وجواب 26 مارچ 1995ء
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 فروری 2014ء
8:15 pm	گلشن وقف نو
11:25 pm	گلشن وقف نو

3 مارچ 2014ء

2:45 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 فروری 2014ء
4:00 am	سوال وجواب
6:10 am	گلشن وقف نو
7:40 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 فروری 2014ء
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	ہمبرگ میں استقبالیہ 5 دسمبر 2012ء
4:00 pm	تقاریر جلسہ سالانہ قادیان
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 9 مئی 2008ء
8:05 pm	تقاریر جلسہ سالانہ قادیان
9:00 pm	راہ ہدیٰ
11:20 pm	ہمبرگ میں استقبالیہ 5 دسمبر 2012ء

FR-10

خدمت اور شفاء کے 100 سال 1911ء سے 2011ء

ماہانہ پروگرام حسب ذیل ہے

ہر ماہ کی 5-4-3 تاریخ کو فیصل آباد عقب دھوبی گھاٹ گلی نمبر 1/9 مکان نمبر 234-P فیصل آباد فون: 041-2622223 موبائل: 0300-6451011

ہر ماہ کی 7-6 تاریخ کو ربوہ (چناب نگر) دکان اقصیٰ چوک مکان نمبر P-7/C رحمان کالونی ربوہ ضلع جھنگ فون: 047-6212755,6212855 موبائل: 0300-6451011

ہر ماہ کی 12-11-10 تاریخ کو راولپنڈی NW-741 دوکان نمبر 1 کالی ٹینکی نزد ظہور الٰہی اسٹیڈیم سید پور روڈ راولپنڈی فون: 051-4410945 موبائل: 0300-6408280

ہر ماہ کی 17-16-15 تاریخ کو سرگودھا 49 ٹیل مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن فیصل آباد روڈ سرگودھا فون: 048-3214338 موبائل: 0300-6451011

ہر ماہ کی 20-19-18 تاریخ کو لاہور شاپ نمبر 4 بلاک 47/A قیصر پارک بالمقابل گرڈ اسٹیشن گلشن راوی روڈ لاہور فون: 042-7411903 موبائل: 0302-6644388

ہر ماہ کی 24-23 تاریخ کو ہارون آباد ضیا شہید روڈ ہارون آباد ضلع بہاولنگر فون: 063-2250612 موبائل: 0300-9644528

ہر ماہ کی 27-26-25 تاریخ کو ملتان حضوری باغ روڈ نزد پرانی کوتوالی گھنٹہ گھر ملتان فون 061-4542502 موبائل: 0300-9644528

عورتوں، مردوں اور بچوں کے مشہور معالج

خداوند کریم کی رحمت سے 100 سال کے عرصہ سے لاکھوں مایوس مریضوں کو صحت یاب کر کے دعائیں حاصل کر رہا ہے

(مرحوم) حکیم عبدالحمید اعوان

چشمہ فیض

مطب حمید کا مشہور دواخانہ

ہیڈ آفس مطب حمید پنڈی بائی پاس نزد شیل پٹرول پمپ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
Tel:055-3891024, 3892571. Fax:+92-55-3894271 E-mail:matabhameed@live.com

سب آفس مطب حمید گرین بلڈنگ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
Tel: 055-4219065, 055-4218534 E-mail: matabhameed@hotmail.com